ساحر لدھیانوی اور قتیل شفائی کی گیت نگاری: اشتراکات

Lyrics by Sahir Ludhianvi and Qateel Shifai: Collaborations

Mohsin Shehzad
PhD Scholar Department of Urdu, Federal Urdu University Islamabad
Farah Ahmed
PhD Scholar Department of Urdu, Federal Urdu University Islamabad
Tallat Mehmood Ajiz
PhD Scholar Department of Urdu, Federal Urdu University Islamabad
Zareena
PhD Scholar Department of Urdu, Federal Urdu University Islamabad

Abstract

Sahir Ludhiani's real name was Abdul Hai. His first collection of poetry "Talkhiyaan" was published in 1942. He started composing film lyrics in 1950. Gurudat invited him to write songs for his film Baazi, he also wrote songs for Sahir Ludhianvi's memorable film Payasa. Sahir was from Ludhianvi. It was Ramesh Sehgal's film. Especially "Sare Jahan Se Usha Hindustan Hamara, Rahe Ko Ghar Nahi Hai Sara Jahan Hamara" set new popularity records. Apart from this, he also wrote songs for Neel Kamal, Devdas, Mumbai Ka Babu, Hum Both, Naya Dur, Vaqt, Trishul, Taj Mahal, Daag, Kabhi Kabhi, Dasan and many other films. Majority of his films were very successful at the box office. His songs were composed by SD Burman, RD Burman, Khayyam, Roshan, Shankar Jay Kishan and Roshan. He received several awards including the Filmfare Award. Sahar Ludhianvi is said to be highly paid. His greatest virtue was that he never compromised on quality.

Aurangzeb Khan Qatil Shafai songwriting started together when he wrote the songs for our first film when he was 28 years old. Hazrat Tanveer Naqvi's name was already authentic, now Qatil Shafai has also become authentic. In 1947, a filmmaker from Lahore 'Dewan Sardari Lal' offered him to write songs for his upcoming film "Teri Yaad". As he progressed step by step, he became the top film lyricist of India and Pakistan.

Qatil Shifai considers Hafeez Jalandhri as the founder of lyricism in Urdu and Hazrat Tanveer Naqvi as the founder of film songs. Tanveer Naqvi and Sahir Ludhianvi are the poets who first recognized the film lyricists as literary poets, which was sealed by Qatil Shafai. All of them gave time to literature as well as lyrics in films.

It would not be wrong to say that Qatil Shafai was a pro-Kuroman poet, whose poetry remained on everyone's tongue. But critics believe that he was actually the best film lyricist, whose songs even after the passing of years still evoke a sense of love and freshness in the mind. This Article is based on the similarities among the Filmsongs of Qatil Shifai and Sahir Ludhiani.

Key Words:
Sahir Ludhiani, Abdul Hai, "Talkhiyaan", "Sare Jahan Se Usha Hindustan Hamara, Rahe Ko Ghar Nahi Hai Sara Jahan Hamara", Neel Kamal, Devdas, Mumbai Ka Babu, Hum Both, Naya Dur, Vaqt, Trishul, Taj Mahal, Daag, Kabhi Kabhi, Dasan, Aurangzeb Khan Qatil Shafai, 'Dewan Sardari Lal', "Teri Yaad", Hafeez Jalandhri.

ساحر اور قتیل دونوں کی گیت نگاری میں بنیادی اشتراک وہی ہے جو گیت کے موضوع میں پایا جاتا ہے یعنی محبت، چاہت اور خوشی کا بیان، حسرت اور محبوب کی باتیں۔

آ ذرا ہنس کر نگاہوں میں نگاہیں ڈال دے
دیر کی ترسی ہوئی بانہوں میں بانہیں ڈال دے(۱)

(ساحر لدھیانوی)

تیرا پیار بسا کر نینوں میں
ہوئی شامل میں بے چینوں میں

کیوں آئے تجھ سے لاج
تیری خاطر چھن چھن آج.......... گھنگھرو چھنکیں گے(۲)

(قتیل شفائی)

ساحر اور قتیل کے گیتوں میں ایک اور اشتراک یہ بھی ہے کہ دونوں کے گیتوں میں کہیں کہیں غزل کا رنگ بھی جھلکتا ہے ایک کے ہاں زیادہ ہے اور ایک کے ہاں کم لیکن دونوں کے گیتوں میں موضوع اور لفاظی غزل جیسی ہے جیسے وفا کا ذکر، محبوب کے ہجر و وصال کا تذکرہ، تنہائی یا زمانے کا گلہ شکوہ، ساحر اور قتیل دونوں کے ہاں اس لیے بھی گیتوں پر ہلکا سا غزل کا رنگ چڑھا ہے کہ اپنے دور میں ان دونوں نے غزل گوئی کے رجحان میں بلکہ پھلتے پھولتے توانا رجحان میں گیت تخلیق کیے۔ اس لیے غزلیہ رنگ نے ان کے گیتوں کو بھی منفرد بنا دیا۔

کسے نہیں معلوم کہ ساری دنیا پیاسی پیار کی ہے
اسی گلشن میں سب سے زیادہ ہمیں تلاش بہار کی ہے
کچھ پتوں کے پیچھے ہم کو اُڑتا جھونکا لکھنا
جانِ تمنا کیا لکھنا، اب جانِ وفا کیا لکھنا!(۳)

(قتیل شفائی)

مطلب نکل گیا تو پہچانتے نہیں
یوں جا رہے ہیں جیسے ہمیں جانتے نہیں(۴)

(ساحر لدھیانوی)

قتیل اور ساحرؔ کے گیتوں میں غزلیہ رنگ کی نسبت ایک اور اشتراک بھی ہے گو کہ یہ اشتراک یکساں نوعیت کا نہیں ہے یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ اُس نہج پر نہیں جتنا دوسرے گیت نگار کے ہاں ملتا ہے مگر دونوں کے ہاں یہ اشتراک ضرور موجود ہے کہ ایک بے دلی کی کیفیت یا یاسیت اور غم سے چھٹکارہ پانے کے لیے خود کی حوصلہ افزائی بھی نظر آتی ہے۔ یہاں دونوں کے گیتوں میں محبوب سے درخواست گزاری کا لہجہ بھی سنائی دیتا ہے۔ اسے بے بسی بھی کہا جا سکتا ہے لیکن دونوں کے پس پردہ عشق کی آگ اور زمانے کا شوہ کار فرما ہے۔

میں شاعر تھا ہر روز مجھے
ملتے رہے لوگ غزل جیسے
وہ جن کے چاند سے چہرے تھے
اور نین تھے نیل کنول جیسے
پر س نہ ہوا آمادہ
میرے دل کا ورق ہے سادہ
تم کسو تو اس پر نام تمہارا لکھ دوں(۵)

(قتیل شفائی)

ہم نے تمہیں بلند کیا، کیا بُرا کیا
رُتبہ ہی کچھ بلند کیا، کیا بُرا کیا
ہر اِک گلی کی خاک تو چھانتے نہیں(۶)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

(ساحر لدھیانوی)

ساحر اور قتیل دونوں کے گیتوں میں زندگی کی رعنائیاں اور زندگی کی خوشیوں کو روک لینے کا احساس نظر آتا ہے۔ دونوں کے گیتوں میں یہی احساس یہی اُمید ہے کہ زندگی کی خوشیاں، کامیابیاں، حُسن وشباب، اچھا وقت اور اُمید کبھی ختم نہ ہو۔ اگر کچھ اچھا ہو تو وہ ہمیشہ ایسے ہی رہے۔ وقت تھم جائے تا کہ انسان زندگی کے کرخت اور دردناک چہرے سے روبرو نہ ہو سکے۔

بزم یونہی کھلی رہے
اپنی نظر ملی رہے
رنگ یونہی جما رہے
وقت یونہی تھما رہے(۷)

(ساحر لدھیانوی)

جو دلوں کی دھڑکنوں کو گدگدائیں صبح وشام
بخش دیتی ہے محبت ایسی خوشیوں کو دوام
آگئی ہے یہ جو ہر چہرے پہ رونق پیار کی
روک لو اس کو ہمیشہ کے لیے(۸)

(قتیل شفائی)

دونوں گیت نگاروں کے ہاں زندگی ہنستی مسکراتی رہتی نظر آنی چاہیے۔ مستقبل کے خوابوں کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ حال کی خوشیوں کو دوام بخشا جائے۔ خوشیاں جو زندگی میں بہار لے آتی ہیں، دُکھ سُکھ میں ڈھل جاتا ہے اور لہر ویرانی پر آسانی اور خوشی چھا جاتی ہے۔ اس خوشی نے حُسن اور شباب کو دوام بخشا ہے لہٰذا وقت تھم جانا چاہیے۔ دونوں گیت نگاروں ساحر اور قتیل کے گیتوں میں کچھ ایسی ہی کیفیت نمایاں ہے۔

ساحر اور قتیل کے ہاں محبوب کی تعریف بھی گیتوں کا محور نظر آتی ہے۔ ساحر محبوب کو مغرور مانتے ہیں کہ اُسے اپنی خوب صورتی پر بہت ناز ہے تو قتیل کے ہاں محبوب کا سایہ بھی پھولوں کی طرح مہکا ہوا ہے جو عاشق میں جستجو پیدا کر رہا ہے۔ محبوب کا آنچل اس تجسس کو بڑھاتا ہے۔ اُس کا سایہ بھی دھنک کے رنگوں جیسا معلوم ہوتا ہے۔ دونوں گیت نگاروں کے ہاں محبوب کی خوب صورتی کی تعریف اور اُس کے وجود کے ہونے سے اُٹھنے والا احساس گیت کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔

تم اگر نہ بولو گے صنم
مر تو نہیں جائیں گے ہم
کیا پری یا حور ہو
اتنی کیوں مغرور ہو
مان کے تو دیکھ کبھی کسی کا کہا(۹)

(ساحر لدھیانوی)

کیسے بتاؤں یہ سایا کیسا ہے
اس کا ہر اِک رنگ دھنک جیسا ہے
کسی کا آنچل بن کر میرے نینوں میں لہرایا
کسی کا مہکا مہکا سایا(۱۰)

(قتیل شفائی)

جہاں قتیل محبوب کے اصلی روپ میں سامنے آنے کے خواہش مند نظر آتے ہیں وہیں ساحر کے گیت میں بھی محبوب کی آنکھوں اور اداؤں کا ذکر ہے جس پر ہر کوئی فدا ہے اور عاشق کا دل اپنے بس میں نہیں رہا اور ایک مدہوش سی کیفیت دونوں گیت نگاروں کے گیت میں نظر آتی ہے۔

قتیل اور ساحر دونوں کے گیتوں کا ایک موضوع محبوب کی ہر طرزِ ادا کا مشاہدہ بھی ہے۔ اسے ایک طرح سے محبوب کی تعریف بھی کہا جا سکتا ہے یا پھر کسی خاص کیفیت میں محبوب کے مزاج کا بغور مشاہدہ کہہ سکتے ہیں۔ ساحر اور قتیل کے ہاں مشاہدے کے عناصر مختلف ہو سکتے ہیں لیکن موضوع ایک ہی ہے۔ قتیل کے گیت میں ایک خوشگوار خوشی کا احساس رونما ہوتا ہے جس میں محبوب کی پایل، پازیب اور کنگن کا تذکرہ ہے تو ساحر کے ہاں محبوب کی شرماتی لجاتی ادائیں ہیں جو عاشق کو منفرد لگتی ہیں اور وہ اپنے محبوب کو باقی دنیا سے مختلف جانتا ہے۔

راہ میں لگ جاتی ہیں پھولوں کی قطاریں
دیکھنے آئیں تجھے خود چل کے بہاریں
چلتے ہوئے جب تری پازیب چھنک جائے
پلک پلک پیار تیرا چھلک چھلک جائے(۱۱)

(قتیل شفائی)

آنکھ اُٹھتی ہے نہ جُھکتی ہے کسی کی خاطر
سانس چڑھتی ہے نہ رُکتی ہے کسی کی خاطر
جو کسی در پہ نہ ٹھہرے، وہ ہوا لگتی ہو
زُلف لہرائے تو آنچل میں چُھپا لیتی ہو
ہونٹ تھرائیں تو دانتوں میں دبا لیتی ہو
جو کبھی کُھل کے نہ برسے، وہ گھٹا لگتی ہو(۱۲)

(ساحر لدھیانوی)

ساحر اور قتیل کے ہاں ایک اور اشتراک یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بل بوتے پر اپنی قوتِ بازو کے آسرے تقدیر بنانا چاہتے ہیں۔ ساحر کے ہاں اگر بگڑی تقدیر سے لڑ جانے کا حوصلہ ملتا ہے تو قتیل کے گیت میں دنیا کو میلہ جان کر یہاں محبت بانٹنے کی ہمت نظر آتی ہے۔ اس حوالے سے دونوں کے ہاں ایک مثبت رویہ نظر آتا ہے۔ اس دنیا میں ہر چیز کو ایک منفرد نظر سے دیکھنے کی خواہش کا اظہار بھی ہے اور اپنی داخلی کیفیات کو بھی اس حوصلہ وہمت کے احساسات کے تحت پیش کرتے نظر آتے ہیں جس میں ایک مختلف زاویہ نگاہ قاری کے گوش گزار نظر آتا ہے۔ ایک انسان اپنے ارد گرد ہجوم کے ہوتے اکیلا محسوس نہیں کر سکتا کیوں کہ اُس کے ارد گرد ہر کوئی اپنی منفرد عمل سے خود کو انوکھا ظاہر کرتا ہے۔

نہیں کوئی رات جدائی کی
اور ہجر کی کوئی شام نہیں
ہم آج وہاں آپہنچے ہیں
جہاں تنہائی کا نام نہیں
اس پیار کے میلے میں شامل، ہر ساتھی بڑی البیلا ہے
گلرنگ رُتوں کا میلہ ہے(۱۳)

(قتیل شفائی)

تدبیر سے بگڑی ہوئی تقدیر بنالے
اپنے پہ بھروسہ ہے تو یہ داؤ لگالے
کیا خاک وہ جینا ہے جو اپنے ہی لیے ہو
خود مِٹ کے کسی اور کو مٹنے سے بچالے(۱۴)

(ساحر لدھیانوی)

ساحر لدھیانوی اور قتیل شفائی دونوں کے گیتوں میں محبوب کی رفاقت حاصل کرنے کی تڑپ اور محبوب سے ملنے کے خیالات یکساں طور پر موجود ہیں۔ دونوں کے گیتوں میں محبوب کے ہجر کا دُکھ اور وصال کی اُمید کا منظر اور موضوع دونوں شامل ہیں۔ ساحر کے ہاں روح اور بدن جل اور سُلگ رہے ہیں اور قتیل کے ہاں محبوب سے ملاقات اور زندگی گذارنے کے سفر کی ایک خیالی سی صورت عیاں ہے۔

ہر اِک سانس میں ملنے کی پیاس پلتی ہے
سُلگ رہا ہے بدن اور رُوح جلتی ہے
بچا سکو تو بچالو، بہت اُداس ہوں میں (۱۵)

(ساحر لدھیانوی)

راہ میں کانٹے ہوں یا کنکر
چلیں گے ہم ان سب سے بچ کر
کریں گے طے ہم رستہ سارا، پہن کے پیار کھڑاؤں (۱۶)

(قتیل شفائی)

ساحر اور قتیل شفائی کے گیتوں میں شادی کے گیت اور بطورِ خاص دلہن کی رخصتی کا منظر ایک مشترک کیفیت ہے جسے گیت میں ایک خاص جذباتی منظر اور احساس کے تحت پیش کیا گیا ہے۔ بیٹی کی رخصتی کے وقت کے مناظر اور باپ اور بیٹی کے دلی جذبات کو خالصتاً اور اصل حقیقت کے پیشِ نظر ان کی عکاسی قتیل شفائی اور ساحر لدھیانوی دونوں کے گیتوں میں خاص اور مشترک صفت ہے۔

گائیں سکھیاں گیت ملن کے
یاد آئیں موہے دن بچپن کے
میں البیلی ہوئی اکیلی، نیناں بھر بھر آئے
بابل جانا دیس پرائے (۱۷)

(قتیل شفائی)

بابل کی دعائیں لیتی جا، جا تجھ کو سکھی سنسار ملے
میکے کی کبھی نہ یاد آئے، سسرال میں اتنا پیار ملے
نازوں سے تجھے پالا میں نے، کلیوں کی طرح پھولوں کی طرح
بچپن میں جُھلایا ہے تجکو، باہوں نے میری جُھولوں کی طرح
میرے باغ کی اے نازک ڈالی، تجھے ہر پل نئی بہار ملے (۱۸)

(ساحر لدھیانوی)

ساحر لدھیانوی اور قتیل شفائی کے گیتوں میں فنی لحاظ سے ٹیپ کے مصرعوں کی فنی خوبی ایک مشترکہ صفت ہے لیکن اس کی ساخت دونوں کے ہاں مختلف ہے۔ ترکیب بند، ترجیع بند، مثلث اور مخمس اور دیگر مختلف اصنافِ نظم بلحاظِ ہیئت کے اعتبار سے ہیئت گیتوں کی مختلف ہے مگر ٹیپ کے مصرعے دونوں کے ہاں پائے جاتے ہیں۔

قتیل شفائی:

چاہوں تو میں آپ ہی اپنا بن جاؤں پروانہ......میں دیوانہ

مجھ سے میرے پاگل پن کا ساتھ ہے بہت پرانا......میں دیوانہ (۱۹)

بوندیں برسیں رِمِن رِمِن رِمِن

تجھ بن ساجن جِیا نہ لاگے، جِیانہ لگے ساجن تُجھ بن

بوندیں برسیں رِمِن رِمِن رِمِن (۲۰)

آئی میں دوار تیرے البیلا رُوپ لیے

زُلفوں کی چھاؤں لیے مکھڑے کی دُھوپ لیے

پاؤں ترے چُھونے میری پلک پلک جائے

پلک پلک پیار ترا چھلک چھلک جائے (۲۱)

ساحر لدھیانوی:

عورت نے جنم دیا مردوں کو، مردوں نے اُسے بازار دیا (۲۲)

ابھی سانسوں کی خوشبو ہواؤں میں ہے

ابھی قدموں کی آہٹ فضاؤں میں ہے

ابھی شاخوں میں ہیں اُنگلیوں کے نشاں............تم ابھی تھے یہاں (۲۳)

محفل سے اُٹھ جانے والو! تم لوگوں پر کیا الزام

تم آباد گھروں کے باسی، میں آوارہ اور بدنام

میرے ساتھی خالی جام! (۲۴)

ساحر اور قتیل دونوں کے گیتوں پر ہندی زبان کے اثرات بہت زیادہ ہیں۔ دونوں کے گیتوں کی ساخت اور لب ولہجہ قدیم اُردو اور ہندی زبان کی عکاسی کرتا ہے۔ بطورِ خاص ساحر کے گیتوں میں بے تحاشہ ہندی زبان کے الفاظ کا استعمال شامل ہے۔

ساحر لدھیانوی:

آج سجن موہے انگ گھالو جنم سپھل ہو جائے

ہردے کی پیر ادیہہ کی اگنی، سب شیتل ہو جائے

کیے لاکھ جتن، مورے من کی پتن، مورے تن کی جلن نہیں جائے

کیسی لاگی یہ لگن، کیسی جاگی یہ اگن، جِیا دھیر دھرن نہیں پائے (۲۵)

....

دیپ بُجھے سناٹا ٹوٹا، باجا بھور کا سنکھ

بیرن پَوَن اُڑا کر لے گئے، پروانوں کے پنکھ (۲۶)

....

من ہی دیوتا، مَن ہی ایشور، مَن سے بڑا نہ کوئے

مَن اجیارا جب جب پھیلے، جگ اجیارا ہوئے

اِی اُجلے درپن پر پُرانی دُھول نہ جمنے پائے

تورا، مَن، درپن کہلائے (۲۷)

قتیل شفائی:

تیرے دوارے دھنوانوں کے وارے نیارے دیکھے

تیرے چرنوں میں نردھن پر چلتے آرے دیکھے

تیرے بُھوکے پرتم پجاری گور کنارے دیکھے

تیری اندھی شردھانے کیا کیا اندھیر مچایا...... داتا

تجھ دھیان نہ آیا(۲۸)

کاجل بن کجرائے نینوں کو رنگ ملا

جیون کو پنکھ لگے، ساجن کا سنگ ملا

دھرتی سے اُڑکے چلی امبر کے پار

گوری نے جیت لیا ساجن کا پیار (۲۹)

ساحر اور قتیل شفائی کے گیتوں کے مندرجات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے گیتوں میں 'زلف' اور 'آنکھوں، اکھیاں، نین، کے متعلقات کو بہت موضوع بنایا گیا ہے۔ دونوں کے گیتوں میں محبوب یا معشوق کی یاد، تعریف یا ہجر و وصال کے بیان میں زُلفوں اور آنکھوں کا ذکر بار بار ملتا ہے۔ اس ضمن میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ دونوں کے گیتوں میں داخلی اور خارجی عناصر کی آمیزش کارفرما ہے۔

ساحر لدھیانوی:

ع ہائے وہ ریشمیں زُلفوں سے برستا پانی(۳۰)

ع یہ زُلف اگر کھل کے بکھر جائے تو اچھا(۳۱)

ع زُلف کا عکس گھٹاؤں میں رہے گا صدیوں (۳۲)

زلف شانے پہ مُڑی

ایک خوشبو سی اُڑی

کُھل گئے راز کئی

بات کچھ بن ہی گئی (۳۳)

ہر طرح کے جذبات کا اعلان ہیں آنکھیں

شبنم، کبھی شعلہ، کبھی طوفان ہیں آنکھیں (۳۴)

تیری آنکھوں نے پِلا دیا تو پیتا ہی گیا

میری آنکھوں میں گلے شکوے بھی ہیں پیار بھی ہے(۳۵)

(ساحر لدھیانوی)

اسی طرح قتیل شفائی کے گیتوں میں بھی 'زُلف' اور آنکھوں کا ذکر کثرت سے کیا گیا ہے۔ ساحر اور قتیل کے گیتوں میں مندرجہ بالا مندرجات کے ذکر سے بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ دو عناصر ان کے گیتوں کا خاصہ ہیں۔

قتیل شفائی:

ع نین مِلا کر نین چُرا کر مت جاؤ(۳۶)

ہمرے نین میں بس جاؤ

آنسو دے کر جانے والے نِندیا لے کر آؤ

ہمرے نین میں بس جاؤ(۳۷)

ع ڈوب گئے مِرے نین، سجن تیرے نینوں میں

آئے مَن کو چین، سجن ترِے نینوں میں(۳۸)

ع زُلفیں تیری بادل جیسی، نیناں نیل کنول سے(۳۹)

ع کجرا لگاؤں کبھی، زُلفیں سنواروں(۴۰)

ع پہلے پھول اِک اپنی زُلف میں ٹانکوں گی(۴۱)

قتیل اور ساحر کے گیتوں میں سب سے اہم مماثلت سماجی رویوں کے حوالے سے ملتی ہے۔ مذہب، رنگ، نسل، تفرقہ بازی، ذات پات کے نظام پر گیتوں کے موضوعی حوالے دونوں کے ہاں موجود ہیں لیکن اس موضوع کا غالب رجحان ساحر لدھیانوی کے ہاں ملتا ہے۔ ہجرت اور ہجرت کے واقعات اور تقسیمِ ہند کے تحت مختلف نسلی امتیازات کے رویوں پر طنز اور باغیانہ اظہار بیان دونوں گیت نگاروں کا اہم موضوعِ سخن رہا ہے۔

ساحر لدھیانوی نے تو جنگ اور قتل وغارت کو موضوع بناتے ہوئے انسانیت پر سوالات اُٹھائے ہیں کہ آخر جنگ کیوں؟ کیوں اسی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ قتیل سب کو ایک آدم کی اولاد اور انسان کے روپ میں دیکھتے ہیں اور اسی انسانیت کا درس دیتے ہیں۔ ساحر کے ہاں ظلم وستم کے گرم بازار کے حوالے سے اُمید کی کرن نظر آتی ہے کہ ایک دن یہ برائیاں معاشرے سے ختم ہو جائیں گی۔

رات کے راہی تھک مت جانا، صبح کی منزل دُور نہیں

دھرتی کے پھیلے آنگن میں پل دو پل ہے رات کا پہرا

ظلم کا سینہ چیر کے دیکھو، جھانک رہا ہے نیا سویرا(۴۲)

(ساحر لدھیانوی)

ہو رہی ہے لُوٹ مار، پھٹ رہے ہیں بم

آسماں پہ خُدا اور زمیں پر ہم(۴۳)

(ساحر لدھیانوی)

اسی طرح ساحر کے گیتوں میں محنت، اتحاد واتفاق اور نظم وضبط کا عنصر اور نصیحتیں بھی ملتی ہیں کہ ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ آگے بڑھتے جانا ہے۔

ہم محنت والوں نے جب بھی مل کر قدم بڑھایا

ساگر نے رستہ چھوڑا پربت نے سِیس جُھکایا

فولادی ہیں سینے اپنے فولادی ہیں باہیں

ہم چاہیں تو پیدا کر دیں چٹانوں میں راہیں

...........ساتھی ہاتھ بڑھانا(۴۴)

ساحر لدھیانوی کے گیتوں میں تقسیم ہند پر بھی گیت ہیں جس میں حد بندیوں کو موضوع بنایا گیا ہے اور انسانیت کا درس دیا گیا ہے اور مذہبی و نسلی امتیازات کی نفی کی ہے۔

قدرت نے تو بخشی تھی ہمیں ایک ہی دھرتی

ہم نے کہیں بھارت، کہیں ایران بنایا

جو توڑ دے ہر بند وہ طوفان بنے گا

انسان کی اولاد ہے، انسان بنے گا

نفرت جو سکھائے وہ دھرم تیرا نہیں ہے

انسان کو جو روندے وہ قدم تیرا نہیں ہے(۴۵)

قتیل شفائی کے گیتوں میں بھی سماجی رویوں کو سماجی برائیوں کو اور نسلی و مذہبی امتیازات کو موضوع بنایا گیا ہے۔ وہ انسانی جان کی اہمیت اور ظلم و ستم کو طنز اور شکوے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

یہ دنیا نہیں، ظالموں کی ہے بستی

ہر اِک چیز سے ہے یہاں موت سستی

یہاں کوئی قیمت نہیں خُون کی

ہنسی لوگ اُڑاتے ہیں قانون کی

مجھے ایسی دُنیا نہیں چاہیے(۴۶)

(قتیل شفائی)

وقت ایک ایسی چیز ہے جو بدلتا رہتا ہے۔ ظلم و ستم کا وقت بھی ختم ہو جاتا ہے۔ قتیل نے بھی ساحر کی طرح یہی مُدعا بیان کیا ہے۔ قتیل سرمایہ داری کے بھی خلاف تھے اور ان کے گیتوں میں یہ عکس جھلکتا ہے۔

جانے کب سے دین دھرم کا پڑا ہوا ہے کال یہاں

بنا ہُوا ہے صدیوں سے انسان بکاؤ مال یہاں

بِکتا ہے کردار

نہیں مجھے انکار

لیکن میرے یار، ہمیشہ ایسا کبھی نہ ہو گا(۴۷)

....

کچلے جائیں گے محنت اور سرمائے کی ٹکر میں

اُونچی ہے اس بار

سونے کی دیوار

لیکن میرے یار، ہمیشہ ایسا کبھی نہ ہو گا(۴۸)

ساحر اور قتیل کے ہاں رنگ، نسل، ذات اور مذہب کے حوالے سے بھی گیت نگاری کا مشترک خاصہ ہیں۔ دونوں کے ہاں دھرتی اور وطن کی نسبت سے بھی گیت نگاری کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔

رنگ اور نسل، ذات اور مذہب، جو بھی ہوں آدمی سے کم تر ہیں
اس حقیقت کو تم بھی میری طرح مان جاؤ تو کوئی بات بنے(۴۹)

(ساحرؔ لدھیانوی)

جب دھرتی کروٹ بدلے گی، جب قید سے قیدی چھُوٹیں گے
جب پاپ گھروندے پھوٹیں گے، جب ظلم کے بندھن ٹوٹیں گے
اُس صبح کو ہم ہی لائیں گے، وہ صبح ہمیں سے آئے گی
وہ صبح ہمیں سے آئے گی(۵۰)

(ساحرؔ لدھیانوی)

ساحر نے گنگا کے دریا کو بھی تقسیم ہند کے تناظر میں موضوع بنایا ہے۔

اس دھرتی کا دُکھ سُکھ تُو نے اپنے بیچ سمویا
جب جب دیش غلام ہوا ہے تیرا پانی رویا
جب جب ہم آزاد ہوئے ہیں تیرے ٹٹ مسکائے
گنگا تیرا پانی امرت، جھر جھر بہتا جائے(۵۱)

(ساحر لدھیانوی)

قتیل شفائی کے گیتوں میں بھی دھرتی اور وطن کی محبت، امن وشانتی اور نسلی امتیازات اور تفرقہ بازی کے موضوعات ملتے ہیں:

ہم بھائی بھائی بن کے جئیں سو بار کہا بیچاری نے
پر ہم کو گھیر لیا رنگوں اور نسلوں کی بیماری نے
ہم نادانوں کے لیے پھر بھی جینے کی دعائیں کرتی ہے
یہ دھرتی کیسی دھرتی ہے(۵۲)

(قتیل شفائی)

ہوا ہے دَرت بھرا دل چُور......وطن سے دُور......ندی کے بہتے پانی
یہی ہے قسمت کو منظور......رہے مجبور......مری ناشاد جوانی(۵۳)

(قتیل شفائی)

حوالہ جات

۱۔ ساحرؔ لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، رابعہ بُک ہاؤس، لاہور، س۔ن، ص۳۱۵
۲۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص۱۹
۳۔ ایضاً، ص۲۲

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

۴۔ ساحر لدھیانوی، کلیاتِ ساحر، ص ۳۲۴
۵۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص ۲۶
۶۔ ساحر لدھیانوی، کلیاتِ ساحر، ص ۳۲۴
۷۔ ایضاً، ص ۳۲۸
۸۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص ۳۹
۹۔ ساحر لدھیانوی، کلیاتِ ساحر، ص ۳۲۶
۱۰۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص ۳۳
۱۱۔ ایضاً، ص ۴۵
۱۲۔ ساحر لدھیانوی، کلیاتِ ساحر، ص ۳۳۱
۱۳۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص ۴۲
۱۴۔ ساحر لدھیانوی، کلیاتِ ساحر، ص ۳۳۵
۱۵۔ ایضاً، ص ۳۳۶
۱۶۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص ۵۳
۱۷۔ ایضاً، ص ۲۴۴
۱۸۔ ساحر لدھیانوی، کلیاتِ ساحر، ص ۴۱۶
۱۹۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص ۱۷۱
۲۰۔ ایضاً، ص ۱۷۸
۲۱۔ ایضاً، ص ۲۴۸
۲۲۔ ساحر لدھیانوی، کلیاتِ ساحر، ص ۳۴۹
۲۳۔ ایضاً، ص ۳۵۳
۲۴۔ ایضاً، ص ۳۵۷
۲۵۔ ساحر لدھیانوی، کلیاتِ ساحر، ص ۳۵۶
۲۶۔ ایضاً، ص ۳۷۵
۲۷۔ ایضاً، ص ۳۸۷
۲۸۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص ۲۲۳
۲۹۔ ایضاً، ص ۲۴۳
۳۰۔ ساحر لدھیانوی، کلیاتِ ساحر، ص ۳۷۲
۳۱۔ ایضاً، ص ۳۷۵
۳۲۔ ایضاً، ص ۳۸۲
۳۳۔ ایضاً، ص ۳۸۳

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

۳۴۔ ایضاً، ص۴۰۵

۳۵۔ ایضاً، ص۴۱۳

۳۶۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۳۷۸

۳۷۔ ایضاً، ص۳۶۶

۳۸۔ ایضاً، ص۸۲

۳۹۔ ایضاً، ص۸۶

۴۰۔ ایضاً، ص۹۵

۴۱۔ ایضاً، ص۱۰۱

۴۲۔ ساحر لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، ص۳۵۸

۴۳۔ ایضاً، ص۳۶۲

۴۴۔ ایضاً، ص۳۶۳

۴۵۔ ایضاً، ص۳۷۰

۴۶۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۱۶۸

۴۷۔ ایضاً، ص۱۹۳

۴۸۔ ایضاً، ص۱۹۴

۴۹۔ ساحر لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، ص۳۸۶

۵۰۔ ایضاً، ص۳۹۹

۵۱۔ ایضاً، ص۴۰۸

۵۲۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۲۱۹

۵۳۔ ایضاً، ص۲۵۴